بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-94170-20616, E-Mail :

اگر آپ لوگ تقویٰ وطہارت اپنے اندر پیدا کریں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور تہجد اور درود پر التزام رکھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کو بھی رؤیائے صادقہ اور کشوف میں سے حصہ دے گا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 31/جولائی 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں کسی نے ایک چھوٹی سی ویڈیو دکھائی کہ ایک افریقن مولوی بڑی عمر کے لوگوں کو قرآن پڑھا رہا ہے اور ذرا سی غلطی پر سوٹیوں سے مار مار کر ان کا برا حال کیا ہوا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ قرآن پڑھنے سے ہی بھاگتے ہیں اور یہی وجہ ہے مسلمانوں میں سے جو غیر عرب ہیں بہتوں کو قرآن کریم پڑھنا بھی نہیں آتا۔ پس اگر قرآن پڑھانا ہے تو ایسے طریقے سے پڑھانا چاہئے جس سے شوق اور محبت پیدا ہو۔ گزشتہ دنوں ایک جاپانی خاتون جو یہاں رہتی ہیں ملنے آئیں۔ انہوں نے بیعت کی کچھ عرصہ پہلے۔ انہوں نے بتایا کہ تین سال میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن شریف مکمل کر لیا ختم کر لیا اور وہ کچھ سنانا بھی چاہتی تھیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے سنائیں۔ تو انہوں نے آیۃ الکرسی اس طرح ڈوب کر پڑھی کہ حیرت ہوتی تھی تو اصل چیز یہی ہے کہ قرآن کریم سے ایسی محبت ہو کہ اس میں ڈوب کر اسے پڑھا جائے۔ صرف دکھاوے کے لئے قاریوں کی طرح گلے سے آوازیں نکال لینا تو مقصد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ترتیل سے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ٹھہر ٹھہر کر اور جس حد تک بہترین تلفظ ادا ہو سکتا ہے ادا کر کے پڑھا جائے۔ اگر ہم کہیں کہ ہم عربوں کی طرح الفاظ کی ادائیگی کر سکتے ہیں تو یہ مشکل ہے۔ بعض حروف کی صحیح ادائیگی غیر عرب کر ہی نہیں سکتے۔ سوائے اس کے کہ عربوں میں پلے بڑھے ہوں۔ بہرحال اصل چیز تو خدا تعالیٰ کے کلام سے محبت ہے اسے حتی الوسع صحیح رنگ میں ادا کرنا چاہئے اس کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ صرف قاری بننا اور دکھاوے کے لئے مقابلوں میں حصہ لینا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اَشْھَدُ کے بجائے اَسْھَدُ کہنے پر پیار کی جو نظر تھی اس کا کوئی قاری یا عرب مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مسلمانوں کی اکثریت جیسا کہ میں نے کہا قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی۔ افریقہ میں بہت سے ایسے مواقع آتے ہیں کہ ہمارے مبلغین کو ابتدا سے قاعدہ پڑھانا پڑتا ہے، ان لوگوں کو بھی قرآن کریم پڑھانا ہے اس لئے قرآن کریم پڑھانے والے استادوں کو اس طریق سے پڑھانا چاہئے کہ قرآن کریم پڑھنے کا شوق پیدا ہو، اللہ تعالیٰ اس خاتون کو بھی اجر دے، جنہوں نے اس جاپانی خاتون کو نہ صرف قرآن کریم پڑھایا بلکہ لگتا تھا کہ قرآن کریم کی محبت بھی پیدا کی ہے۔

پس اصل چیز قاری کی طرح قرأت نہیں اور یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اگر اس طرح الفاظ ادا نہ کر سکیں تو قرآن کریم ہی پڑھنا چھوڑ دیں۔ قرآن کریم پڑھنا ضروری ہے اس میں بہتری لانے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن صرف اس بات پر کہ بعض الفاظ ہم ادا نہیں کر سکتے یا مشکل ہیں قرآن کریم کو پڑھنے سے ہی نہیں چھوڑ دینا چاہئے بلکہ تلاوت کی طرف روزانہ ہر احمدی کی توجہ ہونی چاہئے۔ ہاں یہ کوشش ضرور ہونی چاہئے جیسا کہ میں نے کہا کہ اصل کے جتنا قریب ترین ہو کر

آسانی سے الفاظ کی ادائیگی ہو سکے کی جائے اور اس میں پھر بہتری پیدا کرنے کی کوشش بھی کی جائے۔

ایک عرب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملنے آیا تو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو تین دفعہ دورانِ گفتگو (ض) کا استعمال کیا تو کہنے لگا آپ کس طرح مسیح موعود ہو سکتے ہیں آپ کو تو ضاد بھی کہنا نہیں آتا۔ اس عرب نے یہ بڑی لغو حرکت کی تھی۔ عرب خود کہتے ہیں ہم ناطقین بالضاد ہیں، ہندوستانی اِسے ادا نہیں کر سکتے۔

پس عرب احمدیوں کو بھی اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ عموماً اکثریت تو اس بات کو سمجھتی ہے لیکن بعض کی طبیعتوں میں کچھ فخر کی حالت بھی ہوتی ہے۔ اسلام میں تو ہر قوم کے دل جیت کر انہیں اللہ تعالیٰ کے کلام سے نہ صرف آشنا کروانا ہے بلکہ اسے پڑھنے کے لئے ان کے دلوں میں محبت بھی پیدا کرنی ہے اور ہر ایک کا الگ الگ لہجہ ہے۔ ہر ایک قرآن کریم کی محبت کی وجہ سے اسے بہترین رنگ میں پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور کرنی بھی چاہئے اور یقیناً ترتیل کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور جو اس بارے میں نئے مسلمان ہونے والوں کی مدد کر سکتے ہیں انہیں مدد بھی کرنی چاہئے جنہیں آتا ہو صحیح طرح پڑھنا تلفظ کے ساتھ لیکن مذاق اڑانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔

اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ کس طرح ہمیں اپنی حالتوں کو درست کرتے ہوئے اپنے ایمان میں اضافہ کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہئے حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر آپ لوگ تقویٰ و طہارت اپنے اندر پیدا کریں اور دعاؤں اور ذکر الٰہی کی عادت ڈالیں اور تہجد اور درود پر التزام رکھیں تو اللہ تعالیٰ یقیناً آپ لوگوں کو بھی رؤیائے صادقہ اور کشوف میں سے حصہ دے گا اور اپنے الہام اور کلام سے مشرف کرے گا اور زندہ معجزہ درحقیقت وہی ہوتا ہے جو انسان کو اپنی ذات پہ ظاہر ہو۔ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے بھی بڑے ہیں مگر جہاں تک انسان کی اپنی ذات کا سوال ہوتا ہے اس کے لئے وہی معجزہ بڑا ہوتا ہے جس کا وہ اپنی ذات میں مشاہدہ کرتا ہے آجکل بھی لوگ یہی سوال کرتے ہیں اگر معجزے دیکھنے ہیں تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ ایمان میں زیادتی اور ذاتی نشان کی مثال دیتے ہوئے آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کو دیکھ لو انہوں نے جب احمدیت قبول کی اور قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد کابل واپس گئے تو وہاں کے گورنر نے انہیں بلایا اور کہا کہ توبہ کر لو۔ انہوں نے کہا کہ میں توبہ کس طرح کروں۔ جب میں قادیان سے چلا تھا تو اسی وقت میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ مجھے ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ تمہیں اس راہ میں ہتھکڑیاں پہننی پڑیں گی تو اب میں ان ہتھکڑیوں کو اتروانے کی کس طرح کوشش کروں یہ ہتھکڑیاں میرے ہاتھوں میں پڑی رہنی چاہئیں تاکہ میرے رب کی بات پوری ہو۔ اب دیکھو انہیں یہ وثوق اور یقین اس لئے حاصل ہوا کہ انہوں نے خود ایک خواب دیکھا تھا اسی طرح خواہ کوئی کتنا ہی قلیل علم رکھتا ہو اگر وہ کوئی خواب دیکھ لے تو بزدلی کی وجہ سے وہ اس کو چھپا لے تو اور بات ہے ورنہ اپنی جھوٹی خواب پر بھی اسے اس سے زیادہ یقین ہوتا ہے۔

پس اگر انسان کا ایمان مضبوط ہو اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہو تو پھر انسان دنیا داروں سے نہیں ڈرتا۔ اس کی ایک اور مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی بہت بڑے بزرگ تھے اور اپنے زمانے کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ ایک دفعہ مہاراجہ جموں نے ان کو دعوت دی کہ آپ جموں آ کر میرے لئے دعا کریں مگر آپ نے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ اگر آپ دعا کرانا چاہتے ہیں تو یہاں آئیں میرے پاس میں آپ کے پاس کیوں چل کر جاؤں۔

پس اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو جتنا بڑا مرضی کوئی آدمی ہو اس سے انسان نہیں ڈرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے لوگوں کی آپ سے کس قدر عقیدت تھی اس کا اور پھر آپ کے دعوے کے بعد کیا حالت ہو گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے بیان کیا کہ دیکھو براہین احمدیہ کی شہرت کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ مگر جب آپؑ نے دعویٰ کیا تو بڑے بڑے مخلص آپ سے متنفر ہو گئے اور کہنے لگے جسے ہم سونا سمجھتے تھے افسوس وہ تو پیتل نکلا۔ ایسے لاکھوں انسان یکدم بدظن ہو گئے۔ حتی کہ جب آپ نے بیعت کا اعلان کیا تو پہلے روز صرف چالیس اشخاص نے بیعت کی۔

آجکل بھی مختلف نام نہاد اسلامی ٹی وی چینل اسی حوالے سے بڑی باتیں کرتے ہیں کہ خدمت کی اس وقت ضرورت تھی لیکن بعد میں نعوذ باللہ بگڑ گئے لیکن اصل میں تو یہ لوگ وہ ہیں جو دلوں کے اندھے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ نے سونا بنایا ہے اسے یہ لوگ پیتل سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کی طرف دیکھنے کی بجائے وہ اپنے نفسوں کے اندھیروں میں ڈوب گئے ہیں اور کم علم رکھنے والے مسلمانوں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں خدا تعالیٰ ان کو عقل دے۔

ایک دفعہ جب دارالبیت لدھیانے کا ذکر ہوا۔ 1931ء کی ایک شوریٰ میں تو حضرت مصلح موعود نے وہاں نمائندگان کو کہا کہ میرے نزدیک یہ نہایت اہم معاملہ ہے یعنی دارالبیت لدھیانے کا معاملہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ہے بلکہ لدھیانے کو باب لد قرار دیا ہے جہاں دجال کے قتل کی پیشگوئی ہے۔ وہ جگہ جہاں دشمنوں کا خاتمہ ہوا دجال کا خاتمہ ہوگا ایسے مقام کے لئے جہاں قادیان سے بیعت لینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے گئے جماعت میں خاص احساس ہونا چاہئے اس جگہ کا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ سے بیعت لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا یہاں نہیں بیعت لی جائے گی۔ پھر لدھیانے میں بیعت لی۔ وہاں کے پیر احمد جان صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے دعوے سے پہلے ہی آپ پر ایمان لانے کی توفیق دی تھی جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے سب خاندان کو جمع کیا اور کہا کہ حضرت مرزا صاحب مسیحیت کا دعویٰ کریں گے تم سب ایمان لے آنا چنانچہ یہ سب خاندان ایمان لے آیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ اس مقام کا خاص طور پر نقشہ بنایا جائے اور بیعت کے مقام پر ایک علیحدہ جگہ تجویز کی جائے اور نشان لگا دیا جائے اور اس موقع پر وہاں جلسہ کیا جائے۔ چالیس آدمیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ بیعت لی تھی ان سب کے نام اس جگہ لکھ دیئے جائیں۔ حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: لدھیانہ کا گھر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پاس ہے وہاں جماعت نے کس حد تک اس پر عمل کیا ہے اس پر کیا ہو رہا ہے وہ مجھے اس وقت میرے پاس نہیں ہے اس کا ریکارڈ بہرحال پتا لگ جائے گا تو اس یادگار کو یادگار بنانے کی کوشش بہرحال کی جا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے عشق اور تعلق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے اندر ایسا ہی عشق رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ قادیان میں آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان سے کوئی کام لے رہے تھے۔ اس لئے جب میاں عبداللہ صاحب سنوری کی چھٹی ختم ہوگئی اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جانے کے لئے اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی مگر محکمے کی طرف سے جواب آیا کہ اور چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اس امر کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ذکر کیا تو آپ نے پھر فرمایا کہ ابھی ٹھہرو چنانچہ انہوں نے لکھ دیا کہ میں ابھی نہیں آ سکتا۔ اس پر محکمے والوں نے انہیں dismiss کر دیا سرکاری محکمہ تھا۔ چار یا چھ مہینے جتنا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں رہنے کے لئے کہا تھا وہ یہاں ٹھہرے رہے پھر جب واپس آ گئے تو محکمے نے یہ سوال اٹھا دیا کہ جس افسر نے انہیں dismiss کیا تھا اس افسر کا یہ حق ہی نہیں تھا کہ وہ انہیں dismiss کرتا۔ چنانچہ وہ پھر اپنی جگہ پر بحال کئے گئے اور پچھلے مہینوں کی جو قادیان میں گزار گئے تھے تنخواہ بھی مل گئی۔

اسی طرح ایک اور مثال آپ نے منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی دی۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں مَیں منشی صاحب کے اپنے الفاظ میں اسے بیان کر دیتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ میں جب سررشتہ دار ہو گیا اور پیشی میں کام کرتا تھا تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن میں نے اجازت چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ابھی ٹھہریں پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے۔ اس پر ایک مہینہ گزر گیا ادھر مسلیں میرے گھر میں تھیں کام بند ہو گیا اور سخت خطوط آنے لگے مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا کہتے ہیں میں بھول گیا سب کچھ۔ خطوط آتے ہیں آتے رہیں۔ حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا اور نہ ہی کسی باز پرسی کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط وہاں سے آیا کہتے ہیں میں نے وہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے پڑھا اور فرمایا لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ ہم نہیں ابھی آ سکتے۔ میں نے وہی فقرہ لکھ دیا۔ اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا تو ایک دن فرمایا کتنے دن ہو گئے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا اب چلے جائیں میں چلا گیا اور کپورتھلہ پہنچ کر لالہ ہرچند داس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا۔ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہی ملازمت تھی تا کہ معلوم کروں کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے نوکری میں رکھنا ہے نکال دیا ہے جرمانہ کرنا ہے کیا ہوا۔ جب ان کے گھر گیا تو انہوں نے کہا منشی جی آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہوگا

یہی بات کی مجسٹریٹ نے۔ میں نے کہا ہاں تو مجسٹریٹ صاحب کہنے لگے ان کا حکم مقدم ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میاں عطاء اللہ صاحب کی روایت میں اس قدر زیادہ ہے کہ منشی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لکھ دو کہ ہم نہیں آ سکتے تو میں نے وہی الفاظ لکھ کر مجسٹریٹ کو بھجوا دیئے۔ یہ ایک گروہ تھا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ ایک گروہ تھا جس نے عشق کا ایسا اعلیٰ درجے کا نمونہ دکھایا کہ ہماری آنکھیں اپنی پچھلی جماعتوں کے آگے نیچی نہیں ہو سکتیں ہماری جماعت کے دوستوں میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں کتنی ہی غفلتیں ہوں لیکن اگر موسیٰ اگر موسیٰ حضرت موسیٰ کے صحابی ہمارے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں تو ہم ان کے سامنے اس گروہ کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ کے صحابی اگر قیامت کے دن اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں تو ہم فخر کے ساتھ ان کے سامنے اپنے ان صحابہ کو پیش کر سکتے ہیں اور یہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری امت اور مہدی کی امت میں کیا فرق ہے تو درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہؓ کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے تھے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی دیکھ لو۔ ان کو خدا نے چونکہ خود جماعت میں ایک ممتاز مقام بخش دیا ہے اس لئے میں نے ان کا نام نہیں لیا ورنہ ان کی قربانیوں کے واقعات بھی حیرت انگیز ہیں۔ آپ جب قادیان میں آئے تو اس وقت بھیرے میں آپ کی پریکٹس جاری تھی مطب کھلا تھا اور کام بڑے وسیع پیمانے پر جاری تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آپ سے جب آپ نے واپس جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کیا جانا ہے آپ اسی جگہ رہیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اسباب لینے کے لئے بھی نہیں گئے۔ اپنا سامان لینے نہیں گئے بلکہ کسی دوسرے آدمی کو بھیج کر بھیرے سے اپنا اسباب منگوایا۔ یہی وہ قربانیاں ہیں جو جماعتوں کو خدا تعالیٰ کے حضور ممتاز کیا کرتی ہیں اور یہی وہ مقام ہے جس کے حاصل کرنے کی ہر شخص کو جدوجہد کرنی چاہئے۔ خالی فلسفیانہ ایمان انسان کے کسی کام نہیں آ سکتا۔ انسان کے کام آنے والا وہی ایمان ہے جس میں عشق اور محبت کی چاشنی ہو۔ فلسفی اپنی محبت کے کتنے ہی دعوے کرے ایک دلیل بازی سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہوتی کیونکہ اس نے صداقت کو دل کی آنکھ سے نہیں بلکہ محض عقل کی آنکھ سے دیکھا ہوتا ہے مگر وہ جو عقل کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی نگاہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی صداقت اور شعائر اللہ کو پہچان لیتا ہے اسے کوئی شخص دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ دماغ کی طرف سے فلسفہ کا ہاتھ اٹھتا ہے اور دل کی طرف سے عشق کا ہاتھ اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دل کی آنکھ سے زمانے کے امام کو پہچاننے اور اس پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیشہ شعائر اللہ کو پہچاننے والے ہوں ہم اور کبھی شیطان ہمیں دھوکہ نہ دے سکے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر ابن مکرم چوہدری نواب دین صاحب کی نماز جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا اور آپ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولادوں کو اور نسلوں کو بھی خلافت سے اور جماعت سے وابستہ رہنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔

★★★★

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 31 July 2015

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

سیدنا حضور انور کی منظوری سے مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 25 جولائی تا 15 اکتوبر 2015ء اپنی ڈائمنڈ جوبلی منا رہی ہے۔

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB